© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

جماعت اسلامی اور انڈین یونین کا روپیہ

جماعت اسلامی کے متعلق اس کے بعض غیر ذمہ دار حریفوں کی طرف سے پہلے بھی یہ مفسدانہ پروپیگنڈہ کیا گیا تھا کہ انڈین یونین کی طرف سے روپیہ ملتا ہے، اور اب جماعت کو بالکل میدان عمل میں آمنے سامنے دیکھ کر از سر نو اسی دروغ کو فروغ دینے کی کوششیں نہایت منظم طریق سے شروع ہو رہی ہیں۔ خاص طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ جماعت اسلامی کے بے شمار کارکن دن رات کام کاج چھوڑ کے تحریک اسلامی کی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں اور پھر اکثر ایسے ہیں جو صاف ستھری زندگی بسر کرتے ہیں، پھر لٹریچر اور پمفلٹ نہایت کثیر تعداد میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں۔ لیکن کہیں چندہ کی اپیل نہیں کی جاتی —— پھر آخر روپیہ انڈین یونین سے نہیں آتا تو کہاں سے آتا ہے۔ اس سوال کو چھیڑنے والوں نے دو باقاعدہ افسانے بھی گھڑے ہیں۔ ایک یہ کہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد جماعت اسلامی کا ایک آدمی مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس پہنچتا ہے اور وہاں سے روپیہ لاتا رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جماعت کے کارندے محاذ کشمیر کی طرف سے جا کر شیخ عبداللہ کشمیری سے روپے لاتے ہیں۔

اس پروپیگنڈے کی نوعیت کو واضح کرنے کیلئے ہم صرف ان معترضین کے سامنے چند تصریحات رکھ دینا چاہتے ہیں جو مخلص ہیں مگر صرف غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ باقی رہے ارباب فتنہ سو ان کی فتنہ طرازیوں کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔ انہیں جو کچھ کرنا ہو کرتے رہیں۔ ان سے تو ہمارا معاملہ خدا کی عدالت ہی میں نمٹے گا —— ہاں یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ دنیا میں بھی ان کی رسوائی کا سامان کر دے۔

خاص طور پر یہ سوال ان دنوں حلقوں میں بہت قابل غور بنا ہوا ہے کہ "مطالبہ" کی مہم میں حکومت کو جو تاریں اور خطوط وصول ہو رہے ہیں ان کا صرفہ نو لاکھ تک پہنچتا ہے۔ جماعت اسلامی نے یہ خرچ آخر کہاں سے کیا ہے، خاص اس مسئلے میں بتا دینا ضروری ہے کہ جماعت نے تاریں اور خطوط اپنے پاس سے پیسے دے کر نہیں بھجوائے بلکہ اس نے جن لوگوں کو مطالبہ کے حق میں تائید کرنے پر دلائل سے تیار کیا ہے، انہوں نے اپنے پاس سے تاروں اور خطوط پر پیسہ خرچ کیا ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com

ہمارے ہاں گذشتہ پچاس ساٹھ سال میں جتنی جماعتیں بنی ہیں ان کے مالیات کا دارومدار دو قسم کے ذرائع آمدنی پر رہا ہے (۱) فیس داخلہ اور چندہ رکنیت (۲) جماعتی ضروریات کے لیے مختلف فنڈ قائم کر کے قوم کے سامنے چندے کی اپیلیں کرنا۔ ان دونوں طریقوں میں اول الذکر براہ راست مغربی سیاسی جماعتوں سے اخذ کیا گیا ہے جس کی کوئی مثال کتاب و سنت میں نہیں ملتی۔ انبیاء نے جو اسلامی جماعتیں قائم کی ہیں ان کی فیس داخلہ لا الٰہ الا اللہ کے انقلابی عقیدے پر ایمان لا کر پابند ہونے کے سوا کچھ نہ تھی اور ان کا چندہ رکنیت اسلامی عبادات و اخلاق کے اتباع کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ جہاں تک انبیا کی جماعتوں کی مالی ضروریات کا تعلق ہے، وہ صرف مومنین کے جذبۂ انفاق سے پوری ہوتی تھیں۔ وہاں ہر وہ شخص جو اسلام کو قبول کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی منظم تحریک میں شامل ہوتا تھا تو اپنی جیب کو ساتھ لے کے آتا تھا۔ وہ زکوٰۃ و صدقات اور منت نذر کے علاوہ ہنگامی ضرورت پر اپنا مال بغیر کسی شح نفس کے جماعت کے بیت المال میں داخل کرتا ہوتا تھا۔ انبیا کے اس اسوہ کو ہماری سیاسی پارٹیوں نے ترک کر دیا، کیونکہ درحقیقت ان کے پورے ڈھانچے ہی اسلامی بنیادوں سے ہٹ کر مغربی بنیادوں پر استوار ہو گئے تھے۔ خاص طور پر ان جماعتوں کی حیثیت میں مذہب و سیاست کی تفریق کا لادینی نظریہ جذب ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے نہ تو اس کی توقع ہی تھی کہ زکوٰۃ و صدقات کے وصول و صرف کو شرعی احکام و حدود کے مطابق منظم کریں اور نہ ان کو دینی بنیادوں پر جذبۂ انفاق کے ابھارنے کے لیے کوئی وجہ جواز نظر آتی تھی۔ ان وجوہ سے ہماری جماعتوں کو مجبوراً فیس اور چندہ کا مغربی طریق اختیار کرنا پڑا۔

بخلاف ان کے چونکہ جماعت اسلامی دین و سیاست کو ایک کر کے نمودار ہوئی تھی اور ابتدا ہی سے اس نے اپنے طریق کار کے ہر گوشے کو اسوۂ انبیا کے چراغوں سے روشن کرنے کا قطعی اصول طے کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے فیس اور چندہ رکنیت کے طریقے سے بالکل ہٹ کر اسلامی جذبۂ انفاق پر اپنے مالیات کا دارومدار رکھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس پسندیدہ طریق کار کو اختیار کرنے میں خود خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے وہ برکتیں ظہور میں آئیں کہ جماعت کا کوئی کام محض مالی وجوہ سے کبھی رکا نہ رہا اور نہ انشاء اللہ آئندہ رکے گا۔ اس نے محض خدا کی خاطر اپنا رشتہ صرف افرادی سے نہیں باندھا بلکہ اسلام کی خدمت کرنے والی جماعتیں ہر دور میں اس کی مخاطب ہیں۔

فیس داخلہ اور چندہ رکنیت تو درحقیقت جذبۂ انفاق کو کمزور کرنے کے ذرائع ہیں۔ اس طریق کی بنا پر رقوم جب کسی جماعت میں ضابطہ کے تحت وصول کی جاتی ہیں تو اس کے ارکان ان رقوم کو ادا کر کے خواہ مخواہ مطمئن ہو جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ ہم نے اپنی مالی ذمہ داری پوری کردی ہے۔ بخلاف اس کے تحریک اسلامی کی اگر کوئی مالی ضرورت آگئی ہو تو ایک شخص انگوٹھی رکھتے ہوئے صرف ایک معینہ رقم ادا کرکے بیٹھ رہے تو خدا اس کی گرفت ہوگی کہ تمہارے پاس "العفو" The Savings موجود تھا، لیکن پھر بھی تم اسلامی بیت المال کو فاقہ کشی کرتے دیکھتے رہے۔ اور تمہاری جیب کا منہ کھل نہ سکا۔

جہاں تک بیلیں پر کے عام چندے جمع کرنے کا تعلق ہے۔ اس کی مثالیں انبیا کی جماعتوں میں بھی پیش آئی ہیں اور وہ یقیناً ایک جائز طریقہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں عام چندوں کا جو اسلوب اختیار کیا گیا تھا، وہ بھی انبیا کی جماعتوں کے طریقے سے نہیں، بلکہ مغربی جماعتوں کے بڑے مشروعے اخذ کیا گیا ہے۔ انبیاء اور صالحین نے جن اصولوں کی پابندی کی ہے وہ یہ تھے

(۱) چندے کا مطالبہ ہمیشہ تحریک اسلامی کے کارکنوں کی مجلسوں میں پیش کیا گیا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اقامت دین کے مقصد سے اختلاف کرنے والوں، اسلامی عقائد و اخلاق سے انحراف کرنے والوں سے بھی چندے کی اپیل کی گئی ہو جو لوگ اپنے دین و ایمان کو نہیں اسلام سے بیگانہ ہوں، ان کے چندوں کی اللہ کے دین کو کوئی حاجت نہیں ہے۔

(۲) چندہ وصول کرنے کے لئے کبھی لوگوں کو خوشامد اور شہرت طلبی کی چاٹ نہیں لگائی گئی بلکہ ہمیشہ یہ تصور دیا گیا کہ انفاق فی سبیل اللہ تھا کر دینے والے مخلصین ہیں۔

(۳) اس چندہ دینے والے کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ اسلامی تحریک کے کارکنوں اور جماعت اسلامی کی پالیسی پر اپنی چندے کی رقوم کے بل پر اثر انداز ہو یا چندہ دے کر کسی طرح کے جاہ و منصب کا سودا کرے۔

(۴) مالی امداد ہمیشہ صالح ہاتھوں سے لی گئی اور اس خبر سے پرہیز کی گئی کہ حلال طیب کمائی ہی سے دی جاتی ہے۔ اور پھر صالح جذبات کے ساتھ دی جاتی رہی ہے۔

لیکن بیان اصولوں کی صریح خلاف ورزی کی جاتی رہی ہے اور آج بھی کی جاتی ہے! اس بات کا سرے کے سے کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا کہ جن لوگوں کے سامنے چندے کی اپیل کی جارہی ہے، وہ اصول و مقصد سے متفق ہیں یا نہیں اور ان کو ایک جماعت یا ادارے پر اعتماد ہے یا نہیں۔ چنانچہ وقتی جذبات کی اکساہٹ کے ذریعہ بسا اوقات مقصد کے مخالفین تک سے چندہ لیا جاتا ہے، پھر کتنے ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو الٹی کیفیات میں کسی خوش فہمی کی بنا پر چندہ دے بیٹھتے ہیں۔ لیکن بعد میں کوستے اور پچھتاتے ہیں۔ سیاسی چندہ بازی بالکل مداریوں کی طرح مخاطبین کی نظر بندی کرکے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ یہ طریقہ اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ بربادی ہوتی ہے یہ مسلم سوسائٹی کا شیرازہ بکھر جانے اور مسلمانوں کا اسلام سے رشتہ کمزور پڑنے کی وجہ سے جذبات صالح مر گئے ہیں وہاں جذبہ انفاق فی سبیل اللہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ ہماری سیاسی جماعتوں نے اس جذبہ کی احیاء کی کوشش ترک کردی اور انہیں کی بجائے انفاق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی سبیل اللہ کے بجائے انفاق فی سبیل نفس سے کام لینے کا پروگرام اختیار کر لیا، اور لوگوں کے سفلی جذبات کو تقاضا فراہم کر کے چندے جمع کرنے شروع کر دیئے۔ آپ کو اگر چندے کے کسی جلسے میں جانے کا اتفاق ہوا ہو یا کسی چندہ وفد میں آپ شریک ہوتے ہوں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنے ہی گھٹیا انسانوں سے چندے وصول کرنے کے لئے ان کی خوشامدیں کی جاتی ہیں، ان کے سامنے صریح جھوٹی قصیدہ خوانی ہوتی ہے، پھر حسب موقع دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ چندہ نہ دوگے تو تم کو فلاں ذریعے سے نقصان پہنچایا جائے گا، یہ بھی کہا جاتا کہ خدا کے لئے نہ دو تو اپنے معززین کی خاطر چندہ دے دو، پھر بسا اوقات چندہ دینے والوں کے ناموں کا اعلان کی دی ہوئی رقموں کا ڈھنڈورا پیٹ پیٹ کر ان کی خواہش شہرت کی پرورش کی جاتی ہے، عطیوں کے ناموں کے کتبے نصب کئے جاتے ہیں، اور چندے کی اپیل کے ساتھ باقاعدہ لالچ دلایا جاتا ہے کہ تمہاری ناموری کے لئے یہ یہ کچھ کیا جائے گا۔ یہ سارے طور طریق اسلام کے اصولوں کی قطعی نفی ہیں اور یہ نہ صرف خود معصیت ہیں بلکہ معصیت کے فروغ کے بہترین ذرائع ہیں۔

یہ بیماری بھی چندے کی دنیا میں عام ہے کہ چندہ دینے والے سرمایہ داروں کے سامنے چونکہ خدا اور آخرت کا سوال نہیں ہوتا اس لئے وہ چندے کو کسی جماعت کے نظام میں دخیل ہونے اور اس کی زمام کار پر قبضہ کرنے کے لئے ایک حربہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور اپنی چندے کی رقوم سے اپنی رائے کا وزن بڑھا کر ایک تحریک کی پالیسی پر اثر ڈالتے ہیں۔ چونکہ چندہ وصول کرنے والوں کو ان حالات کا علم ہوتا ہے، اس لئے بسا اوقات وہ خود اس طرح کے سودے کرنے پر تیار رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سیاسی پارٹیوں جو کچھ زیادہ ماہر فن ہوتے ہیں، وہ بالکل پس پردہ بیٹھ کر سیاسی تحریکوں میں اس طرح روپیہ لگاتے ہیں جیسے کاروبار میں لگایا جاتا ہے۔ اور اس سے مختلف فوائد حاصل کرتے رہتے ہیں۔

پھر چندہ کی وصولی میں یہ لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے کہ دینے والا کس شعور، کس مقصد، کس جذبہ اور کس طریقے سے مال دے رہا ہے اور کیسا مال ہے جس میں سے اجتماعی ضروریات کے لئے کوئی حصہ نکالا ہے اور مال دینے والے کی سیرت، اس کا کردار اور لوگوں سے اس کا اخلاقی معاملہ کیسا ہے اور خدا کے دین سے اس کا عام تعلق کس درجے کا ہے۔ یہاں یہ نقطہ نظر کبھی سامنے ہوتا ہی نہیں کہ چندہ دینے والا کہیں اپنی حرام کی کمائی اور حرام کاروبار کے لئے چندے کو ایک پناہ گاہ اور ایک آڑ کے طور پر تو نہیں استعمال کرنا چاہتا کہ دنیا جہان کے معاشی مفاسد سے کمائی کرے، خدا کے بندوں کی حق تلفیاں کرتا رہے اور پھر خدا یا قوم کے نام پر چند

لے علامہ اقبال کے ایک [illegible] ایک دن فخریہ بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص نے [illegible] ٹکڑا انسداد بے رحمی کے کاموں کے [illegible] گھوڑا [illegible] کا اعلان کر دیا۔

© rasailojaraid.com

ٹے صرف کرکے "صاحبِ تقویٰ" اور "خادمِ ملت" بھی بنا پھرے۔ اس قسم کے عطیات سے دنیوی تحریکیں پاک نہ ہوں تو کچھ عجب نہیں لیکن دینی تحریکیں اپنے بیت المال کو ان غلاظتوں سے بچانے پر مجبور ہیں چنانچہ نبی صلعم کو بعض منافقین کے صدقات قبول کرنے سے خدا تعالیٰ نے صریحاً روک دیا تھا!

چندوں کی اس داستان کا دوسرا تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ ہماری قوم کا اخلاقی افلاس اپنی حد کو پہنچ چکا ہے اور ہمارے سیاسی ورکروں اور خدامِ ملت نے قومی چندوں اور اجتماعی فنڈز میں بددیانتیاں کرنے کی ایسی افسوسناک تاریخ بنا دی ہے کہ آج کسی صالح تحریک کے کارکنوں کے لئے بہتان کے تیروں سے بچ نکلنا بجز اس کے ممکن نہیں رہا کہ وہ پیشگی خیانت کا الزام اپنے سر لینے پر تیار ہوں اور اپنی اپنی داستان سے پہلے جھولی جا بجا پھیلاتے پھریں۔

ان اشارات کو ملحوظ رکھ کر سوچئے کہ جماعت اسلامی کے لئے صحیح طریق کار کیا ہو سکتا تھا اور چندہ جمع کرنے کے بارے میں جو روایات بن چکی ہیں ان کے ہوتے ہوئے اسے کس روش پر چلنا چاہئے تھا چنانچہ جماعت اسلامی کے اجتماع اول میں اس جماعت نے جماعت کے لئے مالی پالیسی ان الفاظ میں طے کر دی تھی کہ:-

"ذی استطاعت ارکان کا فرض ہے کہ زیادہ سے زیادہ جس قدر مالی ایثار کر سکتے ہوں کریں، اور جماعت کو مالی حیثیت سے مضبوط بنائیں۔ رہے جماعت سے باہر کے لوگ تو ان سے ہرگز کوئی مدد طلب نہ کی جائے۔ البتہ اگر وہ خوشی اور بلا شرط کوئی مدد دینا چاہیں تو قبول کر لی جائے لیکن کوئی چھوٹی سے چھوٹی مالی اعانت بھی اس صورت میں قبول نہ کی جائے جب کہ اندیشہ یہ ہو کہ اس کے معاوضہ میں جماعت کی پالیسی پر اثر ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔"

یہ بجائے خود حقیقت ہے کہ جماعت کے باہر سے صاحبین کی ایک تعداد پہلے بھی رضاکارانہ طور پر مالی اعانت کرتی رہی ہے اور اب بھی کرتی ہے، لیکن جماعت نے اپنی اصولی پالیسی میں کوئی لچک بہرحال نہ اس وقت پیدا ہونے دی اور نہ آئندہ وہ ایسا ہونے دے گی۔ تاہم جماعت کا اصل بجٹ جس ذرائع پر چلتا ہے وہ اس کے کارکنوں کی مالی اعانتیں ہیں جو [illegible] کے بغیر جاری رہتی ہیں اور یا پھر اس مکتبہ کی آمدنی ہے جو مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی وقف کردہ کتب اور بعض دوسری کتابوں کو شائع کرتا ہے اور ان کی آمدنی بیت المال میں داخل ہو جاتی ہے۔

بر بنائے احتیاط جماعت کے سالانہ اجتماعات میں ہر سال گذشتہ سال کے حسابات آمد و خرچ پیش کر دئے جاتے ہیں اور اس بات کا موقع ہر مسلمان کو حاصل رہتا ہے کہ وہ جب چاہے دفتر میں آ کر حسابات کی پوری تفصیل دیکھ لے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جماعت کو اپنی اس صحیح دینی پالیسی پر قائم رہنے کے لئے بار بار مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور آج بھی اس کی آمدنی اس کے کام کی وسعتوں کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی کارسازیاں ہر حال میں گرہ کشا رہی ہیں۔

یہ ہے اصل صورت واقعہ جس کے پیش نظر جب غیر اسلامی طریق پر چندہ لینے والے اور چندہ دینے والے جماعت اسلامی کے کام کو بڑھتا دیکھتے ہیں تو ان کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ جماعت اپنی مالی ضروریات کیسے پوری کر لیتی ہے؟ ان حضرات کی رائے میں جماعتوں کے مالیات کا نظام لازماً غیر اسلامی ہی ہونا چاہئے۔ اور اگر کوئی جماعت اسلام کے جائز طریقوں پر کاربند ہو تو اسے لازماً کسی غیر ملکی طاقت کی طرف سے روپیہ آتا ہے۔ خصوصیت سے ہماری سوسائٹی کے اسلام فراموش سرمایہ دار اس بات پر بہت سٹپٹاتے ہیں کہ جماعت اسلامی ان کے آگے ہاتھ پھیلائے بغیر اور ان کی خوشامد کئے بغیر کیوں کام چلا رہی ہے۔ اور کیوں ان کو جماعت پر اثر انداز ہونے کا راستہ نہیں دیا جا رہا؟ ان کے نزدیک خدا کے خزانے بلکہ رزق تو جماعت اسلامی کی کفالت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں، بس ہو ہی سکتا ہے کہ ان کی مالی امداد سے جو جماعت بے نیاز ہے وہ کسی غیر قوم کے سرمایہ داروں کی منت کش تو ضرور ہوگی۔ یہ لوگ زبان سے چاہے دعویٰ نہ کریں، تحت الشعور میں اپنی "مہاجنی خداوندی و رزاقی" کا زعم ضرور چھپائے ہوتے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اخلاق و دیانت سے بے نیاز ہو کر سیاسی زندگی گذاری ہے چنانچہ وہ اپنے ضمیر کے آئینے میں جماعت اسلامی کے کارکنوں کو دیکھتے ہیں۔ اور یہ تصور باندھتے ہیں کہ جب ہم ہی مالیات میں خیانت کاریوں سے بچ نہیں سکے تو کوئی اور کیوں کر بچ سکتا ہو گا! لازماً جماعت اسلامی کے پیچھے بھی خائنانہ نظام مالیات کار فرما ہے۔

اس قسم کی بدگمانیوں کو جب لوگ جماعت اسلامی کے خلاف ایک حربے کے طور پر استعمال ہونے کے قابل پاتے ہیں تو پھر وہ اپنی خیال آرائیوں کو واقعہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں۔ یہ حربہ بالعموم اس وقت میں استعمال کیا جاتا ہے جب کہ دلائل کے ترکش خالی ہو جاتے ہیں اور حریف کے اصول و مقصد کو کسی معقول استدلال سے شکست دینا ممکن نہیں رہتا۔ یہ معاملہ ہر اس فرد جماعت اور تحریک کو پیش آتا ہے جس کے اصول و نظام اور جس کے عملی مظاہر پر کوئی ٹھوس اعتراض کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس آخری مگر ناپاک حربے کے میدان میں آنے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ مخالفین کے پاس دلائل کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے اور اب معقولیت شکست کھا چکی ہے۔ اس کی ایک واضح ترین مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین دعوت نے پیش کی ہے۔ ان کے دلائل کے ہتھیار جب کند ہو چکے اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام کی پاکیزگی اور آپ کے خیالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی رفعت آپ کے اخلاق کی بلندی ہر شبہے سے بالاتر ہوچکی تو آخری اعتراض یہ اٹھایا گیا کہ آپ کا کام بھلا سہی لیکن یہ خود آپ کا کارنامہ نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے ایک دست پُر اسرار کام کر رہا ہے، یعنی آپ لوگوں سے بدروحوں کا غلبہ (یعنی شیطانی اثرات) شیطان کے ایک کارندے ــــ بعلزبول ــــ کی مدد سے دور کرتے ہیں۔ اس کا جواب عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر طریق پر کون دے سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شیطان خود ہی اپنے غلبے کو ختم کرنے اور اپنے آپ کو مٹانے پر اتر آیا ہے تو پھر اسے کون بچا سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب نبی صلعم کے مخالفین کی منطق عاجز ہوگئی تو انہوں نے الزام یہ تراشا کہ اس شخص کی ساری خوش بیانیاں درحقیقت نواتریاں کسی بھوت پریت کے کرشمے ہیں۔

آج جماعت اسلامی کو بھی ٹھیک اسی قسم کی صورت حالات درپیش ہے۔ اس کے عوامی ہر حلقے میں داخل ہونے کے بعد اقتدار پرستوں کے حلقے سے اٹھنے والے تمام اعتراضات کو جب پوری طرح شکست ہوگئی تو مخالفت حق کے اسلحہ خانہ سے آخری ہتھیار بھی میدان میں لے آیا گیا ہے ــــ یہ کہ جماعت اسلامی انڈین یونین کے روپے پر کام کر رہی ہے!

پیشتر اس کے کہ اس کے جواب میں ہم کچھ کہنے کے مکلف ہوں، شریعت اسلامی اور عقل سلیم دونوں کی رو سے اس اعتراض کے مصنفین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے الزام کو زبانوں پر لانے سے پہلے اس کے ثبوت کی فراہمی کا سامان کریں۔ ایک جماعت حق کے خلاف یہ الزام بالکل وہی حیثیت رکھتا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ کے لئے واقعۂ افک کی تھی۔ یہ مشغلہ ہمیشہ مسلمانوں کے نام دھرا کر اسلام کے خلاف تنگ ودو کرنے والوں کو بہت پسند رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی عصمت مآبی کو شک و شبہ سے بالاتر قرار دیتے ہوئے قرآن نے مسلمانوں کو ہدایت دی تھی کہ "اذا جاءکم فاسق بنبأ" جب کوئی فاسق کسی طرح کی خبر لے کے تمہارے سامنے آئے تو اس سے تفصیل طلب کرو اور واقعہ کے دلائل اور ثبوت کا مطالبہ کرو، ورنہ اس طرح کی فتنہ پھیلانے کی کوششیں اسلام اور امت کے لئے مہلک ثابت ہوسکتی ہیں۔

قرآن کا یہ حکم نگاہوں سے چونکہ اوجھل ہے، اسلئے فساق و فجار کو کیا چھٹی مل گئی ہے کہ وہ اپنی مجالس نجویٰ میں جو چیز بھی گھڑیں، ان کو گلی گلی کہتے پھریں، اور سوسائٹی ایسی ہے کہ اس قسم کی من گھڑت بدبیانیوں کو ایک ایک سامع کئی کئی سو آدمیوں تک پہنچا کے دم لیتا ہے۔ آج الزامات کے مصنفین سے کوئی پوچھنے والا نہیں رہا کہ اپنے بیان کے لئے شہادت لاؤ۔ اور جو دلائل تمہارے پاس ہیں، انہیں پیش کرو۔ ان کو یہ خدشہ نہیں ہے کہ اگر انہوں نے ایک غلط بیانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی اور پھر اس پر ثبوت نہ دے سکے تو ان پر حدِ قذف جاری ہو گی بلکہ آج ہر "افاک اثیم" کو آزادی ہے کہ ذلیل سے ذلیل الزام کسی شریف آدمی اور کسی صالح جماعت کے سر چپیک دے۔ الٹا اس بگڑے ہوئے ماحول میں ایک شریف فرد اور ایک صالح جماعت پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ ثابت کرے کہ جو بہتان اس کے خلاف تراشا جا رہا ہے، وہ اس سے بری الذمہ ہے۔

اگر جماعت اسلامی موجودہ عدالتی نظام کی آلودگیوں سے حتی الوسع بچنے کی روش اختیار نہ کر چکی ہوتی تو اس قسم کی الزام تراشیاں کرنے والوں کو عدالت کے کٹہرے میں طلب کر کے ان سے دلائل و شواہد مانگتی۔ لیکن وہ اس بات پر ضرور حیرت کرتی ہے کہ جن لوگوں کو جماعت اسلامی پر انڈین یونین سے روپیہ لینے کے کوئی دلائل حاصل ہیں، وہ کیوں نہیں اپنی حکومت کو ان سے مطلع کرتے اور کیوں نہیں اس کی سی آئی ڈی کو اس پر آمادہ کرتے کہ وہ حالات کی تحقیق کرے اور کیوں نہیں وہ عدالتوں کو مجبور کرتے کہ وہ غیر ملکی روپیہ پر کام کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دے۔ یہ گلی گلی کانا پھوسیاں کرتے پھرنا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ دنیا میں حق کی مخالفت کرنے والے پہلے بھی ہو گزرے ہیں۔ مگر ایسی بزدلی کسی میں نہ تھی۔ وہ بھی تو مردانِ کار تھے جنہوں نے یوسف علیہ السلام جیسے ناکردہ گناہ کو جیل بھجوا کے چھوڑا، اور وہ خیرہ سر بھی تو تھے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر قیصر کی غداری کا مقدمہ چلایا اور پیلاطوس کو سزا کا فیصلہ دینے پر مجبور کر دیا۔ آخر یہ ہمارے ہی غازیانِ اسلام کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایک الزام گھڑ چکے ہیں، اس کے ساتھ اقساط بنا چکے ہیں، بلکہ ایک صاحب تو یہاں تک کہتے پائے گئے ہیں کہ میں نے خود جماعت اسلامی کے امیر کے دستخطوں کی رسید اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ تو آخر کیوں وہ کھلی عدالت میں اپنی معلومات کے دلائل نہیں لے آتے۔ یہ مجرموں کی طرح سر چھپائے پھرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ پاکستان کے ان اکابر بہی خواہوں کے اندر اگر کچھ بھی خلوص ہے تو ہم ان کو چیلنج کرتے ہیں کہ پاکستان کے مفاد کی خاطر جس کا دن رات آپ دم بھرتے ہیں، اپنے دلائل و شواہد کو میدان میں لے آئیے، ورنہ قرآن کے قانون کی نگاہ میں آپ قذف، فسق اور نفاق جیسے ذلیل جرائم کے مجرم ہوں گے ـــــ اور ملک کے صالحین انکو بہر حال نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے!

لطیفے کی بات یہ ہے کہ اس قسم کا اولین الزام ۱۹۴۳ء میں جمعیت العلماء کے کیمپ کی طرف سے سامنے آیا۔ ایک بزرگ نے برسرِ عام یہ خبر شائع کی تھی کہ جماعت اسلامی کو شملے سے انگریزی حکومت نے ۵۰ ہزار روپیہ کانگریس کی مخالفت کرنے کے لیے دیا ہے۔ دوسرا الزام مسلم لیگ کے قدامت پرست حلقوں کی طرف سے پاکستان بننے کے بعد عائد کیا گیا کہ جماعت انڈیا کی کانگریس حکومت کی مالی مدد پر کام کر رہی ہے۔ تیسرا الزام ایک اخبار نے نشر کیا کہ اس جماعت کو ماسکو کی کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے بل آتے ہیں اور ایک دوسرے اخبار نے اسکے ساتھ ہی یہ الہام شائع کیا کہ امریکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ڈال رکھے ہیں۔ ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پہلے یہ سارے مدعی ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایک مشترکہ فتویٰ صادر فرمادیں پھر جماعت اسلامی سے جواب طلب کیا جائے۔

تاہم چونکہ ایک مومن فرد اور ایک صالح جماعت کے لئے راہِ صواب یہی ہے کہ وہ دوسرے مومنین و صالحین کو اپنے متعلق سوءِ ظن میں خواہ مخواہ مبتلا نہ ہونے دے اور مبتلا ہو جائیں تو ان کو اس سے بچانے کی کوشش کرے، اس لئے ہم حسب ذیل تصریحات عرض کی جاتی ہیں:-

(۱) سوال یہ ہے کہ آخر وہ کونسا ذریعہ ہے جس کے تحت غیبی طریق سے کوئی خارجی مدد جماعت اسلامی کو بہم پہنچتی ہے؟ اگر انسان اس کا ذریعہ ہیں تو حکومت اپنے سرحدی انتظامات کے تحت کسی پراسرار آمد و رفت کو کیوں نہیں پکڑتی؟ کیا وجہ ہے کہ روپیہ درآمد ہو رہا ہو اور پاکستان کے کسٹم آفس کو پتہ نہ چلے؟ ایک حساب کتاب چل رہا ہو اور کوئی رسید پرچہ پکڑا نہ جاتا ہو؟

(۲) جماعت اسلامی کو اگر روپیہ اور جاہی مطلوب تھا اور وہ بھی کانگریس سے ــــ تو اس مقصد کے لئے وہ وقت مناسب ترین تھا جبکہ قوم کے بڑے بڑے علما اور پاکستان کے موجودہ اکابر میں سے بعض کے لئے کانگریس کے اسٹیج پر کھڑے ہو کر متحدہ قومیت کی تبلیغ کرنا قابلِ فخر تھا۔ اس وقت تو جماعت اسلامی کانگریس کی آلۂ کار نہ بنی، لیکن اب جبکہ پوری مسلمان قوم کانگریس کے اصول و نظام سے شدید طور پر متنفر ہو چکی ہے اور اب جبکہ تقسیم ہند کا واقعہ رونما ہو چکا ہے، اب اس کو انڈین یونین کی امداد حاصل کرنے کا موقعہ ملا ہے! ــــ کیا یہ بات قرین قیاس ہے؟

(۳) آج مسلم لیگ کے کارکنوں کو زبان درازیاں کرتے ہوئے یہ خیال نہیں آتا کہ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۰ء تک کے دور میں جب مسلم لیگ کو کانگریس کے متحدہ قومیت کے طوفان کو روکنے کیلئے کوئی دلائل نہیں مل رہے تھے، اُس وقت اسی شخص نے ان کو کانگریسی فلسفہ و تحریک کے خلاف ٹھوس دلائل فراہم کئے، جس نے اسلامی تحریک کا آغاز کیا اور جس کی رہنمائی میں جماعت اسلامی ۱۹۴۱ء سے کام کرتی چلی آرہی ہے۔ اسکی لکھی ہوئی دو کتابیں "مسئلہ قومیت" اور "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" ہزاروں تعلیم یافتہ مسلمانوں نے پڑھی ہیں (بلکہ خود مسلم لیگ کے اکابر نے ان کو پھیلایا ہے) اور ان میں سے اکثر آج بھی زندہ و سلامت موجود ہیں۔ خود یہ دونوں کتابیں بھی برابر شائع ہو رہی ہیں۔ ان کو پڑھ کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ کانگریسی تحریک سے مسلمانوں کو بچانے میں زیادہ سے زیادہ حصہ انہیں دو کتابوں کا ہے۔ انکے وجود میں آنے سے پہلے مسلم لیگ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پاس اپنے نظریئے اور اپنی سیاسی فکر کی حمایت میں کوئی ٹھوس لٹریچر موجود نہ تھا، بلکہ بعد میں بھی اس پائے کی کوئی کتاب تحریک پاکستان کے حق میں نہیں لکھی جا سکی۔ اب ذرا غور کیجئے کہ کیا انڈین یونین کی کانگریسی حکومت کو نہیں کتابوں کے مصنف اور اس کی تحریک پر روپیہ صرف کرنا چاہئے؟ اور پھر کیا آپ کو بھی کانگریس سے نسبت رکھنے کا الزام دینے کیلئے یہی شخص اور اسی کی تحریک ملی، کوئی اور نہ مل سکا؟

(۴) اگر کانگریسی حکومت روپے کے زور سے اپنے مقاصد حاصل کر سکتی تھی تو کیوں نہ اپنے روپے کے زور سے اس نے خضر وزارت کو اور خان برادران کی تحریک پختونستان کو زوال سے بچا لیا؟ —— اس کو اب جماعت اسلامی ہی کے ذریعے کامیابی حاصل کرنے کی ضمانت کہاں سے مل گئی ہے؟

(۵) پھر سوال یہ بھی ہے کہ اگر جماعت اسلامی دوسروں کی آلۂ کار بن کر ہی کام کرنے والی تھی، تو اسے کس نے اُس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے سے روکا تھا جبکہ مسلم لیگ کو گذشتہ الیکشن میں کارکنوں کی ضرورت تھی۔ اس جماعت کی فطرت اگر موقع طلبی کی ہوتی تو وہ اس وقت مسلم لیگ کے اسٹیج پر آ کر اسکے ذریعے پوری رائے عامہ پر قبضہ کر سکتی تھی۔ جس جماعت نے اس وقت دنیا بنانے کی فکر نہ کی، وہ آخر اب تقسیم ہند کے بعد ایک غیر ملکی طاقت کے روپے کے بل پر کیسے اپنے افراد کو پالنے پوسنے کے سامان کرنے کی ذلیل صورت اختیار کر سکتی ہے؟

(۶) یہ بھی سوچئے کہ دنیا پرستوں کے نقطۂ نظر سے تو دنیا بنانے کا بہترین موقع پاکستان بننے کے بعد پیدا ہوا تھا جبکہ بڑے بڑے مقتدسین نے لوٹ مار میں حصہ لیا اور پاکستان کے خاص الخاص وفاداروں نے اور قوم کے اعلیٰ درجے کے لیڈروں نے ناجائز الاٹمنٹیں کیں اور کراچی میں جماعت اسلامی کا مرکز موجود تھا۔ اگر روپیہ ہوتا تو وہ کیوں نہ مالِ غنیمت کے دریا سے اپنے بیت المال کی آبیاری کرتی۔ لیکن اس جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا کہ پاکستان بھر میں واحد جماعت یہی ہے جو آج یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس کے کسی کارکن کا دامن اس طوفانِ معصیت سے آلودہ نہیں ہوا۔ عین اس جماعت پر بد دیانتی کا ایک جعلی الزام لگانے کے لئے وہ لوگ کس منہ سے سامنے آتے ہیں جن کے گھر مال حرام سے بٹے پڑے ہیں اور جو تقسیم کی برکات سے نو دولتے بنے پھرتے ہیں اور جن کے اکابر عدالتوں کے سامنے نہایت گندے الزامات کی جوابدہی کر رہے ہیں۔ شاید یہ لوگ اپنے جرائم کی پردہ پوشی کیلئے اپنے گناہوں کا بوجھ جماعت اسلامی پر لادنا چاہتے ہیں لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

© rasailojaraid.com

(۷) جماعت اسلامی پر زبان کھولنے والے حضرات جماعت اسلامی کے عام معیارِ اخلاق کو دیکھیں اور پھر خود سوچیں کہ کیا اس معیارِ اخلاق کی جماعت تمام کی تمام ایسی ہو سکتی ہے کہ اس کے کارکنوں کو نامعلوم ذرائع سے روپیہ ملتا ہے، اس کے حسابات جعلی ہوں، اور اسکے بعض افراد غیر ملکی طاقتوں سے ساز باز کرتے رہیں اور جماعت میں کوئی احتجاجی ردِ عمل پیدا نہ ہو؟

جماعت اسلامی وہ واحد جماعت ہے جس نے اپنے ایک ایک فرد کو سود، رشوت، قتال فی غیر سبیل اللہ، ملازمتِ نظامِ طاغوت، بلیک مارکیٹ، مالِ غنیمت کی لوٹ، ناجائز الاٹمنٹوں اور اکل اموال بالباطل کی دوسری تمام صورتوں سے بچانے کی کوشش کی ہے اور اس قسم کی آلودگیوں کے ساتھ وہ کسی کو رکن بنانے اور رکھنے پر تیار نہیں ہے، کیا اس ساری اخلاقی تربیت سے اس کے کارکنوں میں اتنا احساس تقویٰ بھی پیدا نہیں ہوا کہ پاکستان سے باہر کے ایک غیر الٰہی نظامِ حکومت کی مالی امداد پر کام کرنے والوں کے پیچھے چلتے رہیں اور کسی طرح کا اضطراب نہ دکھائیں؟ ——— اور کیا اگر اس کے اکابر ایسے ہی کھوٹے لوگ ہیں تو ان کی دعوت میں اثر اور ان کی سیرتوں میں پائیداری ہو سکتی ہے؟ ——— یقیناً نہیں!

(۸) کیا جماعت اسلامی کے لئے روپیہ کمانے کی یہ شاہراہ کھلی ہوئی نہیں ہے کہ وہ موجودہ اربابِ اقتدار کے تمام غیر اسلامی کارروائیوں کی حمایت کرنے پر اتر آئے، وہ موجودہ نظام کے غیر اسلامی مظاہر پر اسلام کا لیبل لگانے پر تیار ہو جائے، وہ سرکار کی ضروریات پوری کرنے کیلئے فتووں اور تعویذوں کی دکان کھول لے، اور اس کے کارکن اپنے علم اور دماغ کو اپنی فاسد قیادت کو کرائے پر دے کر آمدنیاں پیدا کریں، اور جاہ و منصب میں ان کے حصہ دار بن جائیں؟ جب گھر بیٹھے سہولت سے حرام کمائی مل سکتی ہو ——— اس حال میں کہ پاکستان کی وفاداری کے خطاب بھی حاصل رہیں ——— تو آخر جماعت کے لوگ بے وقوف تو نہیں ہیں کہ انڈین یونین سے ہی جا کے ساز باز کرنے کو ضروری سمجھیں۔

(۹) یہ مسئلہ بھی قابلِ غور ہے کہ جماعت اسلامی جس نظام کی داعی ہے، اس کے متعلق خود بعض وفادارانِ پاکستان ہی یہ کہا کرتے ہیں کہ اس جماعت کے پیش کردہ نظام کو لے کر چلنے سے انڈین یونین کی حکومت بگڑ جائے گی، لیکن [illegible] یہی لوگ یہ الزام نہ معلوم کس طرح گھڑ کر لے آتے ہیں کہ جماعت اسلامی جس نظام کو لانا چاہتی ہے اس کے غالب کرنے میں انڈین یونین ہی کا روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ تضاد بیانی مدعیوں کا مقام جو کچھ ہو سکتا ہے وہ واضح ہے!

(۱۰) جماعت کے جتنے جلسے اور دورے ہوتے ہیں اور جتنے پوسٹر اور پمفلٹ اس کی طرف سے شائع ہوتے ہیں

© rasailojaraid.com

جس طرح ان کے عملی انتظامات جماعت کے کارکن خود کرتے ہیں ـــــ اور اللہ کی عبادت کے جذبے سے کرتے ہیں ـــــ اسی طرح وہ ان کے مصارف کو اپنے اوپر بانٹ لیتے ہیں ہمارے محترم الزام تراشوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر پاکستان بھر میں پوسٹر لگانے کے لئے، اسٹنسل دیواروں پر لکھنے کے لئے، پمفلٹ اور لیف لٹ ہر شہر میں تقسیم کرنے کے لئے اور جماعت کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کے انتظامات کرنے کے لئے انڈین یونین سے آدمی نہیں آتے، بلکہ وہ پاکستانی شہری ہی ہوتے ہیں جو ان سارے کاموں کو سر انجام دیتے ہیں تو یہی شہری دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ مالی ذمہ داریوں کا بار بھی اٹھاتے ہیں۔

آخر جماعت اسلامی حلقے میں ارکان، ہمدردان، متفقین اور متاثرین کی جو مجموعی تعداد شامل ہے، وہ اگر ایک ایک کوڑی بھی ہر ہفتے جمع کرتے ہوں (ہماری تنظیم میں ہفتہ وار اجتماعات ہی ساری سرگرمیوں کا محور ہیں)، تو کچھ رقم تو بہر حال جمع ہوتی ہی ہوگی۔ کیا محض اتنی سی بات پر یہ الزام لگا دینا درست ہوگا کہ انڈین یونین سے روپیہ آتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں اگر مسلم لیگ کے ارکان کی طرح ہمارے مردانِ کار دو آنے سالانہ دینے والے ہوں اور اپنی بالائی کمائیاں اطمینان سے مسرفانہ زندگی گذارنے میں کھپاتے رہیں، تب تو جماعت اسلامی کو انڈین یونین کے روپے سے بچا سمجھا جائیگا، لیکن اگر اس کے کارکن کچھ زیادہ انفاق کرنے والے ہوں اور اپنا پیٹ کاٹ کر خدا کی راہ میں مال صرف کریں تو پھر اس مال کی نسبت انڈین یونین سے ہوگی۔ یہ سزا ہے اس جرم کی کہ ہمارے کارکنوں میں اپنی عیاشی کے بجائے خدا کی راہ میں مال صرف کرنے کا جذبہ ہے کیوں!

(۲) جماعت کے ہمہ وقتی کارکن، جو کفالتی معاوضوں پر کام کرتے ہیں، ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ در اصل جماعت کی سرگرمیوں کا انحصار پورے کارکنوں کی مشترکہ مساعی پر ہے جو اپنے تن بدن اور اپنے اہل و عیال کی خدمت سے وقت نکال کر دین کی راہ میں جد و جہد کرنے کو اپنے لئے واجب مانتے ہیں اور کسب معاش سے جو کچھ بچا سکیں، اُن کو لہو و لعب اور گھٹیا تفریحات میں صرف کرنے کے بجائے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بدین وجہ جن لوگوں کو خدا کی راہ میں کام کرنے کیلئے وقت نکالنے کی لذت حاصل نہیں ہے جب میدان عمل میں بے شمار کارکن کام کرتے نظر آتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ سب تنخواہ دار ملازم ہوں گے جن پر صرف ہونے والے روپے کا سیلاب انڈین یونین سے پاکستانی سرحدوں کو عبور کرتا چلا آ رہا ہوگا۔ حالانکہ انہوں نے یہ معلوم کرنے کی تکلیف فرمائی ہی نہیں کہ جماعت کا کام کیسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چلتا ہے۔

(۱۴) یہ الزام کہ جماعت کے کارکن اُجلے کپڑے پہنتے ہیں یا اپنے رہن سہن میں ذوقِ سلیم کا ثبوت دیتے ہیں، الحمدللہ کہ اسے سن کر خوشی ہوتی۔ اسلام وہ مذہب نہیں جس نے رہبانیت کا درس دیا ہو اور جو اپنے کارکنوں کو میلے کپڑوں اور اُلجھے بالوں کے ساتھ دیکھ کر خوش ہو۔ بلکہ اسلام وہ دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں نظم، جمال، سلیقہ، ادب، تمیز اور خوش ذوقی کے مظاہر دیکھنا چاہتا ہے چنانچہ نبی صلعم نے اپنے رفقا کو تیئس سال تک جن فضائلِ تہذیب و اخلاق کی مسلسل تربیت دی ہے، ان میں صفائی، ستھرائی، سلیقے اور خوش ذوقی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ جماعت اسلامی کوئی صوفیوں کا ٹولہ نہیں ہے جو الکھ جگاتوں میں ڈھلے اور انگ بھبھوت رمائے پھرتے ہوں اور جن کے بدنوں سے پسینے کی بُو کے بھبکے چھوٹ رہے ہوں۔ اس جماعت نے دین کی خدمت کے لئے دنیا کے بیکار کئے ہوئے لوگوں کو نہیں جمع کیا ہے، بلکہ اس کے ساتھ وہ ذہین، تعلیم یافتہ، روشن دماغ اور صالح لوگ ہیں جو طاغوت کے نظام کے چلانے کے لئے بہترین پرزے بن سکتے تھے، اور بنے ہوئے تھے، لیکن انہوں نے اپنے آپ کو باطل کی خدمت سے الگ کر کے دین کے لئے وقف کیا ہے۔ ایسے لوگوں سے سخت مفلسی میں بھی ذوق کی پستی کی توقع نہ کیجئے کہ "اللہ والے لوگ" پھٹے حالوں رہ کر دنیا پرستوں کے کبر کی فراہم کریں۔ اور انہیں جو دیکھے وہ یہ فقرہ چست کر دے کہ۔

"اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو"

یہ لوگ آپ کی طرح اپنے اپنے ذرائع معاش رکھتے ہیں اور اپنے حصے کا رزق علیٰ قدرِ مراتب اللہ تعالیٰ کے خزانے سے حلال ذرائع کی پابندی کے ساتھ پاتے ہیں، اور جو کچھ پاتے ہیں اسے خرچ کرنے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ یہ دنیا کا انتظام نئے اصولوں پر چلانے کیلئے اٹھے ہیں، نہ کہ جامد دینداری کا ڈرامہ کھیلنے کے لئے! لوگوں کو یہ غلط فہمی بھی دور کر لینی چاہئے کہ ذوق اور سلیقہ اور طہارت و نظافت کا دار و مدار روپے کی کثرت اور اسراف کے مسلک پر ہے، جی نہیں! دنیا میں بہت سے اہلِ تعفف ایسے ہوتے ہیں جو غریبی میں بھی اپنے سراپا سے اللہ کی بخششوں پر اس طرح اظہارِ تشکر کرتے ہیں کہ ان کے انتہائی مشکلات میں گھر جانے پر بھی ظاہر بیں لوگ یہ نہیں جان سکتے کہ وقت کے اصل مستحقِ استعانت یہی لوگ ہیں۔ یہ دل کی غنا کا نور جن پیشانیوں میں جھلکتا ہے ان کے سامنے اہلِ اسراف کو اپنے لباس اور اپنے اطوارِ معاشرت بہت ہی گھٹیا معلوم ہوتے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جسے نہ انڈین یونین کے روپے سے خریدا جا سکتا ہے، نہ پاکستان کے روپے سے!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جماعت اسلامی کے ان خوش ذوق کارکنوں کی ادبی صفوں میں وہ لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک طرف کتابیں لکھتے، صحافت کی ڈیوٹی انجام دیتے اور تقاریر کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے گھر کا سودا سلف لاتے ہیں، اپنے گھروں کے سارے کام کاج کرتے ہیں اور عام آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں ——

پھر یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے صاف ستھرے لباسوں کے ساتھ ستمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور کی سڑکوں اور گلیوں سے رنگا رنگ غلاظتیں اٹھائی ہیں، جنہوں نے والٹن کیمپ کے آس پاس سے انسانی فضلے کے انبار ہٹائے ہیں، جنہوں نے ہیضے کا شکار ہونے والے مہاجرین کی ان سینکڑوں لاشوں کو بایں ہمہ ذوقِ سلیم قبروں میں اتارا جن کی تجہیز و تکفین کے لئے ..... پانچ پانچ روپے کی مزدوری پر بھی حکومت کو کارکن نہیں مل رہے تھے —— حالانکہ لاہور مسلم لیگ کے ممبروں سے اور پاکستان کے اصلی خادموں سے بھرا پڑا تھا۔ کیا اب ان لوگوں کے اجلے لباس اور ان کے شاداب چہرے اس بات کی دلیل بنا دئیے گئے ہیں کہ انڈین یونین سے روپیہ آتا ہے؟ —

غالباً مذکورہ بالا تصریحات اہلِ اخلاص پر اصل حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو اپنی ساری پست اخلاقیوں کے ساتھ محض فتنہ آفرینی کی خدمت انجام دینی ہے، ان کو ان تصریحات سے اطمینان نہ ہو تو ان سے گزارش یہی ہے کہ آپ اپنے مشاغل میں لگے رہئے۔ ہم آپ کا منہ بند کرنے کے ذرائع نہیں رکھتے۔ آپ کا منہ خود آپ کا اخلاق ہی بند کر دیگا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ اپنی گھٹیا تدبیروں سے ایک خدا پرست جماعت کی ہوا اکھیڑنے میں آپ کامیاب ہو سکیں گے؟

ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے سوچئے اور خدا سے ڈریئے! آخر کار اس کی عدالت میں آپ کو حساب دینا ہے!!!

© rasailojaraid.com